سلسلہ پرچہ | قادیان دارالامان مورخہ ۷ و ۱۴ فروری ۱۹۲۲ء | جلد ۱ نمبر ۲۱ و ۲۲

واقفیت عامہ کیلئے اعداد و شمار

رسالہ راؤنڈ ٹیبل کی ماہ جون ۱۹۱۹ء کی اشاعت میں جنگ عظیم کے نقصانات بالتفصیل دکھائے گئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ برطانیہ اور اتحادیوں کے کل نقصانات کس قدر ہوئے۔

۱۳ اپریل ۱۹۱۹ء تک مختلف محاذات جنگ پر سلطنت برطانیہ کی افواج کے نقصانات نقشہ ذیل میں دکھائے گئے ہیں۔ گم شدگان میں قیدی بھی شامل ہیں اس نقشہ میں بیمار لوگ اور ہندوستانی اور غیر نسل کے مجروحین کی تعداد شامل نہیں۔

محاذ	مقتول	مجروح	گم شدگان	میزان
فرانس و بلجیم	۶۱۲۷۶۴	۱۸۶۰۳۴۲	۲۴۳۰۶۶	۲۷۲۴۲۰۳
اٹلی	۱۲۲۴	۴۹۴۵	۷۵۷	۶۹۶۶
دردانیال	۲۳۵۲۲	۷۸۴۰	۷۶۵۴	۱۱۹۵۷۸
سالونیکا	۹۳۶۳	۱۶۹۹۶	۱۸۲۹	۲۸۰۹۲
عراق عرب	۳۲۲۷۸	۵۲۴۹۹	۱۴۷۵۳	۱۱۱۵۴۹
مصر	۱۸۳۹۰	۳۷۵۵۹	۳۶۴۷	۵۹۹۹۶
مشرقی افریقہ	۱۱۰۶۹	۷۹۲۸	۵۷۵	۱۹۵۷۲
دیگر محاذ جنگ	۷۶۱	۱۷۰۲	۱۰۷۵	۳۷۴۸
میزان	۷۲۱۵۸۰	۲۰۶۸۷۲۷	۳۷۳۳۵۷	۳۰۷۳۶۶۴

نقشہ ذیل میں ان نقصانات کو سلطنت برطانیہ کے مختلف حصوں کی افواج پر تقسیم کیا گیا ہے اور کل مردوں کی آبادی پر فیصدی نقصانات کو شمار کیا نہیں جا سکتا۔ کیا سلطنت کے دوسرے حصوں کی نسبت انکی اوسط بہت کم ہے۔

ہمعصر قومی رپورٹ نے ایک فہرست شائع کی ہے جس میں ہندوستان کے مختلف شہروں میں تارکان موالات کی گرفتاریوں کی تعداد

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی پرنٹر ایڈیٹر و پبلشر چھپا اور تراب منزل سے شائع ہوا

تبلائی گئی ہے۔ معصر مذکور لکھتا ہے کہ ۳۰ دسمبر ۱۹۲۱ء تک ہندوستان میں تقریباً ساڑھے تیرہ ہزار آدمی گرفتار ہو چکے شہروار حسب ذیل تعداد بیان کی گئی ہے

کراچی ۵۲۹ احمد آباد ۳۷۴ - اندور ۱۷ الدھیانہ شریف ۱۲۶ سیتاپور ۶۷۴ - مراد آباد ۱۵ - امراوتی ۳۴۳ ۲ - پونا ۲۵۶ - جبلپور ۲۴۳ - کوہاپور ۶ ۱۷ ۱ - تنجور ۳۷ ۲ - راجمندری ۱۷۳ - گڈلور ۱۸ - بلہاری ۲۸ شاہجہاں پور ۱۶۱ ممین ۱۲۶ - پٹنہ ۲۴۶ - بھرت پور ۲۴ - ندیاد ۳۹ - کانپور ۱۲۶ - اجمیر ۲۷۶ سورت ۲۱۳ - لاہور ۷۲۹ - امرت سر ۱۷۶ - کلکتہ ۷۴۳ بمبئی ۶۷۲ - کوئمبٹور ۲۶۴ - ناگپور ۲۱۵ - الٰہ آباد ۱۷۶۱ شولاپور ۱۷۶ - ناسک ۱۷۶ - مالابار ۱۴۳ - اسحاق پٹن ۱۶ - دلور ۱۲۶ - مدراس ۱۲۳ - مدرا ۱۲۳ - دہلی ۵۲۶ - لکھنؤ ۱۶۲ - ستارا ۲۶۷ - سیلچار ۲۴۴ - مرزاپور ۷۰ -

---

گورمنٹ پنجاب کا ایک اعلان مظہر ہے کہ گجرات - امرتسر فیروز پور اور ملتان میں آسٹریلیا کی گندم ۸ روپیہ سیر کی ۸ روپیہ ۴ آنہ فی من کے نرخ سے خوردہ فروشی کے طور پر فروخت ہو رہی ہے۔

نئی حکومت کی کامیابی کی خواہش

(لندن ۱۷ جنوری) ڈبلن کیسل میں محکموں کے منتقل کیے جانے پر ملک معظم نے وائسرائے آئرلینڈ کو ایک تار دیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ:-

"مجھے یہ سنکر خوشی ہوئی - کہ آئرلینڈ میں عارضی حکومت کامیابی کے ساتھ قائم ہو گئی ہے - اور مجھے اعتماد ہے - کہ آپکے قبضہ اختیار میں جو کچھ ہے - وہ اب عارضی گورمنٹ کی ارکین کی مدد میں صرف کرینگے - تاکہ جو کام ان کے سامنے موجود ہے - وہ انجام دیا جائے"

دار الامان کی خبریں

(۱) ۱۱ فروری ۱۹۲۲ء کو بعد نماز ظہر مولوی محمد احسن صاحب مع اپنے اہل و عیال کے جسطرح آئے تھے اسی طرح واپس تشریف لے گئے۔

احباب نے حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح انکی تھوڑی دور تک مشایعت کی۔

(۲) نظارتوں میں حسب ذیل تبدیلیاں حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوئیں۔

ناظر صیغہ تالیف و اشاعت:- چودھری فتح محمد صاحب ایم اے مشنری انگلستان بجائے مولوی رحیم بخش صاحب ایم - اے -

نائب ناظر:- سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب پروفیسر ناظم تجارت -

افسر ڈاک:- مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے - بجائے مولوی شیخ نواب الدین صاحب بی اے بی ٹی کے -

ناظم تجارت:- مولوی شیخ نواب الدین صاحب بی اے بی ٹی بجائے سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کے -

ناظر تعلیم و تربیت:- چودھری فتح محمد صاحب ایم اے

(۳) موسم کے اندر بہت سی تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔ دھوپ کے اندر شدت پیدا ہو گئی ہے۔

(۴) کالجوں کے بعض طلبا قادیان میں آئے ہوئے ہیں۔

(۵) احمدیہ ٹریٹوریل فوج کی دوسری پلٹن تیار ہو رہی ہے۔ احباب باہر سے بھی ۱۸ فروری تک آسکتے ہیں۔

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ
چوں نہ دیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

مولوی عبد اللہ چکڑالوی اور اُن کے ہمخیال لوگوں کا ذکر اب دنیائے مذہب میں بہت کم ہو چلا ہے کیونکہ سہ

کاؤباں مردند ترکی شد تمام

مگر حال ہی میں حشمت العلی صاحب نے لاہور سے رسالہ اشاعۃ القرآن جوں توں کر کے شائع کیا ہے جس کا تیسرا نمبر ہمارے سامنے ہے اس میں بلا وجہ جابجا طور پر حضرت جری اللہ احمد قادیانی صلی اللہ تعالےٰ علےٰ محمدہ وعلیہ وسلم پر استہزا و طعن و تبرا کیا گیا ہے جس کو ہم "خاک بدہن گستاخ" کہکر چھوڑتے ہیں۔ اور احکم الحاکمین منتقم کی بارگاہ کے حوالہ کرتے ہیں۔

ہاں اس وقت ایک بات لکھنا چاہتے ہیں جس سے بہت بڑے اختلاف کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ اور اگر حشمت العلی صاحب غور فرمائیں تو آئندہ کیلیے ان کا اور ان کے مخالفین کا جھگڑا تمام ہو جاتا ہے اشاعت القرآن نمبر ۳ صفحہ ۲ پر یہ عبارت مرقوم ہے۔

"ایسا بخس اعتقاد رکھنا کہ محمد رسول اللہ سلام علیہ ہی خصوصیت سے منشاء الٰہی کے معلوم کرنے کے لیے علاوہ قرآن اور بھی ذریعہ رکھتے تھے۔ اور باقی تمام انسان ان ذرائع سے بے بہرہ ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی شان رحمانیت کا انکار کرنا ہے"

اس بات سے انکار احادیث کی بنیاد متزلزل ہو گئی جبکہ بجز قرآن منشاء الٰہی معلوم کرنے کا ذریعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور بھی حاصل تھا تو اس میں آپ کی وحی خفی جو حدیث ہے داخل ہو کر قابل قبول ٹھہری۔ اس کے آگے عبارت یوں مرقوم ہے۔

"منجملہ ان ذرائع کے ایک ذریعہ منجانب اللہ الہام ہے جو ہر ایک سعید اور شقی پر ہوتا ہے اور جس کی وجہ سے ہر ایک سلیم القلب انسان اپنی سعادت اور منشاء الٰہی پر مطلع ہو کر شقاوت اور خسارت دارین سے نجات حاصل کرتا ہے۔ اور بڑے بڑے مخفی اسرار جو موجب رضائے الٰہی ہیں اس پر منکشف ہو جاتے ہیں"

اس میں الہام کو تسلیم کیا گیا ہے۔ ہاں اگرچہ الہام شقی پر بھی ہو جاتا ہو لیکن وہ الہام ابتلا یا زجر کے لیے ہوگا۔ اور بوجہ اقل قلیل ہونے کے کوئی شان نہیں رکھے گا۔ جیسے کسی کے پاس چار پیسے ہوں تو وہ مالدار نہیں کہلائیگا

ہاں جس کے پاس ہزار۔ لاکھ۔ کروڑ روپے ہوں تو وہ مالدار کہلاتا ہے۔ اسی طرح سعیدان ان جن پر کثرت سے الہام ہو ملہم و مکلم کہلائینگے۔

بہر حال رضائے الٰہی معلوم کرنے کا ذریعہ بجز قرآن کے الہام بھی مسلم ہوا پس اس میں تو اولیاء اللہ کے الہامات جو بشکل حدیث ہیں کیوں نہ قبول کیے جائینگے۔

پس آج سے اہل قرآن کا انکار حدیث خلاف دیانت ٹھہرتا ہے۔ جبکہ وہ خود دوسرے لفظوں میں اقرار کر چکے ہیں

وحی جو قرآن کے بعد قبولیت مستند ہیں یعنی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض الہامات

ہاں یہ بات

کہ اس کے پرکھنے کا معیار کیا ہے کہ یہ الہام قابل عمل ہے۔ ضرور غور طلب ہے لیکن شکر ہے کہ اس کا فیصلہ بھی ایڈیٹر اشاعۃ القرآن کے ہی قلم سے نکل آیا ہے وہ ص۱۲ پر لکھتے ہیں۔ کہ

"معیار قرآن کریم ہی ہے۔ جس شخص کے پاس قرآنی وحی جو منزل من اللہ واجب التعمیل ہوگی عام ہے کہ وہ شخص نبی ہو یا نبی وہ قرآن کے معیار پر اس کو معلوم کریگا اگر وہ موافق حکم کتاب اللہ ہوگا تو قرآنی حکم کے ماتحت اس کا عامل بن جائے گا۔ اور اگر وہ خلاف کتاب اللہ ہوگا تو اس کو دور کر دے گا"

پس اب معاملہ صاف مسئلہ واضح فیصلہ روشن ہوا اسی معیار پر احادیث کو پرکھ لیجیے۔ فضول بحثوں میں پڑ کر وقت ضائع نہ کیجیے۔ بے شک کتاب اللہ پر احادیث قاضی نہیں۔ ہاں احادیث پر کتاب اللہ قاضی ہے اور یہی معیار اشاعۃ القرآن میں مسلّم ہو چکا پس بلا وجہ احادیث کا انکار کر کے ایک ضلالت کی راہ اختیار کیجیے۔ ہاں ہاں اس معیار پر قطعی فیصلہ ہو گیا اور ہمیشہ کے لئے یہ ایک زبردست فیصلہ کافی ہے۔ تمام مباحث کا خاتمہ کر دیجیے۔ اور خدا کا شکر کیجیے۔

شکر للہ کہ میان من وا وصلح فتاد

مگر افسوس کہ اشاعۃ القرآن کے ایڈیٹر صاحب نے بے خبری یا ضد سے اتنا الزام حضرت جری اللہ پر دیا ہے کہ

"مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے محض اپنے لیے ہی الہام کو غلطی سے مخصوص کر کے مامور من اللہ اور مجدد ہونے کا دعویٰ کیا تھا یہ محض ان کا قرآن سے انحراف تھا"

لاحول ولاقوۃ الا باللہ حضرت جری اللہ صلی اللہ علی محمدہ وعلیہ السلام نے ہرگز ہرگز کبھی اور کہیں نہیں لکھا کہ الہام کسی کو نہیں ہوا۔ اور نہ میرے سوا آئندہ کسی کو ہوگا۔ یہ سرخ جھوٹ اور سیاہ اتہام ہے۔ ایڈیٹر اشاعۃ القرآن اس بہتان عظیم سے توبہ کرے ہاں کثرت مکالمہ مخاطبہ کا دعویٰ حضرت جری اللہ نے خصوصیت اپنے لیے کیا۔ سو یہ تو ایسا ہی کہ عام لوگوں کے پاس کچھ آنے کچھ روپے ہیں لیکن ایک ان میں سے کثرت سے خزائن مال رکھنے والا بادشاہ ہے۔ حضرت جری اللہ کا ایسا ہی دعویٰ ہے۔ نہ یہ کہ میرے سوا کسی کو الہام ہوا ہے۔ نہ آئندہ ہوگا۔ بہر حال اہل قرآن عرف چکڑالوی حضرات سے یہ آج کا فیصلہ یاد رکھنے کے قابل ہے +

(علمی احمدی)

حاجی عبدالقدیر احمدی شاہجہانپوری سخت علیل ہیں احباب اُنکی صحت کیلیے دعا کریں۔

سیاحت ولیعہد سلطنت ہند

اس کو پڑھ کر حامیان عدم تعاون اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ اپنے مقصد میں اور شاہزادہ کے بائیکاٹ کرنے میں کس حد تک کامیاب ہو رہے ہیں۔ ہندوستان کے قلیل التعداد شورش پسندوں کی آواز ہرگز ملک کی آواز نہیں ہوسکتی یہ سیاحت آئینہ ہے اس امر کا کہ ملک ابھی تک جذبات خلوص سے بھرا ہوا ہے

(ایڈیٹر)

حیدرآباد میں ولیعہد برطانیہ کی تشریف فرمائی تاریخ ہند کا ایک ممتاز واقعہ ہے۔ جس کی تفصیل اردو خواں پبلک تک کبھی نہ پہنچے گی کیونکہ کسی اردو اخبار نویس کو ہز رائل ہائنس کے ہمرکاب رہنے کا شرف ہی نہ ملا۔ اور انگریزی اخبار نویس تو اپنا فرض منصبی یہ سمجھتے ہیں کہ نان کوپریشن کے فرضی فسانے اور بائیکاٹ کی ناکامی کے دل خوش کن اخبار سنا کر اپنے ناظرین کا دل خوش کردیں۔

حیدرآباد کے خیر مقدم کی کیفیت

یہ کہنا ذرا بھی مبالغہ نہیں کہ تمام مسلمانان ہند پرنس کی ورود حیدرآباد پر نظریں لگائے ہوئے تھے۔ اور ہر شخص یہ سننے کا آرزو مند تھا کہ دکن کی سلطنت عظمیٰ میں اس جلیل القدر مہمان کی کیسے آؤ بھگت ہوئی؟ مجھ سے کئی والیان ریاست اور متعدد لیڈر یہ سوال کرچکے ہیں۔ مگر شنیدہ کے بود مانند دیدہ جو یورپین نامہ نگار ہمرکاب تھے وہ شہریار دکن اور ان کی عظیم الشان سلطنت کے توشہ خواہاں تھے اور کشور ہند کی عظمت و شان کی داد دے رہے تھے جس کے ساتھ ایسی ایسی بڑی سلطنتیں وابستہ ہیں۔ جیسی کہ افغانستان حیدرآباد اور ایران وہ سر علی امام کی خود آرائیوں اور مسٹر عبداللہ یوسف علی کی لفاظیوں کے مداح تھے۔ مگر کسی نے اپنے خیالات پبلک تک پہنچانے کا ذریعہ نہ نکالا۔ اور ہندوستان کی وہ کروڑ در کروڑ مخلوق جو انگریزی سے نابلد ہے ابتک حیدرآباد کے شاندار خیر مقدم اور شاہانہ میزبانی سے ناآشنا ہے ناگپور کے اکثر اعلیٰ حکام اور اندور کے سب ہی لوگ مجھ سے مشتاقانہ پوچھتے تھے کہ حیدرآباد کا استقبال اور تزک احتشام کیسا تھا۔ اور میں نے جواب دیدیا تھا کہ پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ سے پوچھو۔

اندور میں استقبال کا پھیکا رنگ

اندور میں مہاراجہ صاحب نے روپیہ تو خوب ہی خرچ کیا۔ مگر افسوس ہے، کہ اہل کاروں کی غفلت اور لاپرواہی نے وہ رنگ نہ جمایا جو بڑودہ اور بیکانیر کا تھا۔ حالانکہ اندور کی آمدنی بیکانیر سے بہت زیادہ ہے مہاراجہ خود نہایت اولوالعزم اور خوددار ہیں۔ مگر ان کے اراکین دولت بہت معمولی طبقہ کے اہل کار ہیں جن کو نہ ریاست کی نیکنامی کی پرواہ ہے اور نہ مہاراجہ کی بدنامی کا ڈر ہے۔ اب سر سنکر نائر مشیر خاص مقرر ہوئے ہیں مگر ان کو پولیٹیکل جھمیلوں سے اس قدر فرصت نہیں ملتی کہ نظم و نسق ریاست میں مدد دیں۔ علمی لیاقت کے اعتبار سے تو ہر ایک اہلکار عالم متبحر ہے۔ اور کوئی شخص ایم۔ اے کی سند سے کم نہیں رکھتا۔ لیکن نہ اُن میں حب وطن ہے نہ مہاراجہ کی وفاداری کے جذبات موجزن ہیں نہ تجربہ ہے نہ عالی دماغی ہے حیدرآباد میں جیسے کہ نواب امین جنگ۔ نواب اظہر جنگ اور ایاز حضور کے فدائی ہیں ویسا میسور میں ایک بھی نہیں ہز ہائنس نے دوران گفتگو میں تاسف کے طور پر کہا کہ ایسے بہی خواہ ملک مالک جیسے کہ نظام کو مل گئے ہیں میرے بھائی ہوتے تو ریاست کو چار چاند لگے ہوتے۔ یہاں تو ہر شخص اپنے قدح کی خیر مناتا ہے پھر ان لوگوں سے کیا امید بہبودی ہو۔

اندور اور ناگپور کا فرق

مہاراجہ نے اپنی جلیل القدر مہمان کی میزبانی میں سات لاکھ روپیہ کے قریب سے قریب خرچ کیا۔ مگر ظاہری آؤ بھگت بہر تو

سے بھی کم تھی جس کی آمدنی یہاں کی چوتھائی ہے۔ مجھے دیکھ کر بڑا افسوس ہوا کہ برٹش انڈیا میں جتنے ہزار میں کام ہوا ہے اُتنے لاکھ میں دیسی ریاستیں ویسا تماشہ نہ دکھا سکیں۔ ناگپور میں شہزادہ صاحب کی تشریف آوری پر کل آٹھ ہزار روپیہ خرچ کیا گیا۔ مگر سبھی کچھ تھا۔ سڑکوں کی آرائش روشنی آتشبازی کھانا پینا۔ سواری شکاری کسی چیز کی کمی نہ تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ دیسی ریاستوں میں جو کچھ ہوا وہ ریاست کے خزانے سے اور برٹش انڈیا میں ہر چیز جان نثاران سرکار نے کی۔ ناگپور میں جس قدر آرائشی کمانیں تھیں وہ مسٹر سہراب جی مسٹر گھشکلے وغیرہ وغیرہ نے بنائیں۔

آتشبازی امپرس مل کے مالکان نے چھڑائی جھنڈیاں اور روشنی بھی دوسرے خطاب داروں نے مرتب کی اور اگر شہر میں مکمل ہڑتال نہ ہوتی اور نان کواپریٹرس نے بزور بائیکاٹ نہ کیا ہوتا تو غالباً ناگپور دیسی ریاستوں سے بازی لے گیا ہوتا۔

اندور میں والیان ریاست کا جماؤ

اندور میں سنٹرل انڈیا یعنی وسط ہند کی گورمنٹ ایجنسی کا مرکز ہے لہذا قریب کے جتنے والیان ریاست ہیں سب یہاں جمع ہو گئے تھے اور سٹیشن پر نہایت شاندار مجمع تھا۔ ہماری سپیشل ٹھیک آٹھ بجے پہنچی مسٹر ہوڈلی کر اور میجر بار کر نے ہم لوگوں کا استقبال کیا۔ میں نے کل نامہ نگاران اخبارات کو حکام ریاست سے ملایا اور اس کے بعد ہم لوگ والیان ریاست سے ملے۔ چونکہ مجھے مہاراجگان دیواس۔ دہار۔ بڑوانی سے وغیرہ سے قدیم نیاز مندی ہے۔ لہذا میں نے اکثر نامہ نگاران ولایتی کو ان سے ملایا اور وہ لوگ ان مہاراجوں کی فصاحت اخلاق اور دانشمندی سے خوش ہوئے سر ہربرٹ رسل نے فرمایا کہ جس قدر میں ہندوستان کو زیادہ دیکھتا جاتا ہوں۔ اسی قدر میری آنکھیں کھلتی جاتی ہیں۔ کہ کس طرح یہاں تعلیم اور تہذیب نے ترقی کی ہے۔ اور دوسرے ایشیائی ممالک سے سبقت لے گیا ہے

دو حامیان عدم تعاون کی گرفتاری

معلوم ہوا کہ ایک روز قبل رزیڈنسی کے علاقہ میں بڑی دار و گیر ہو چکی ہے ریزیڈنٹ کرنل بگیب وے ہیں۔ اور نہایت ہی خلیق نیک مزاج اور شریف طبیعت جنٹلمین معلوم ہوتے ہیں انھوں نے دو نان کواپریٹر لیڈروں مسٹر چھوٹے لال اور بدری داس کو حکم دیا کہ وہ چوبیس گھنٹے کے اندر شہر خالی کریں انھوں نے تعمیل حکم سے انکار کیا اسیران کو گرفتار کیا۔ اور سنا ہے کہ فوج والوں نے کچھ زدو کوب بھی کی اسپر گڑبڑ ہو گئی لیکن اہل شہر نے نہایت گرمجوشی سے رسیپشن کیا اور بڑی بات یہ تھی کہ سڑکوں پر جو ٹھٹھ لگے تھے وہ جہلا گنواروں کے نہ تھے۔ بلکہ شرفاء کے تھے اور ان میں سے اکثر گاندھی کیپ اور کھدر میں ملبوس تھے

چیرز کی جگہ جھک کر آداب

شاہی سپیشل کے آنے سے دو منٹ قبل مہاراجہ اندور رونق افروز ہوئے اور والیان ریاست سے ملے۔ اس کے بعد سپیشل آئی ہز رائل ہائینس نے بہ کمال خندہ پیشانی مہاراجہ سے مصافحہ کیا۔ دیگر والیان ریاست سے ملے اور گارڈ آف آنر دیکھ کر مانک باغ کو جہاں فرودگاہ شاہی تھی مہاراجہ کے ہمراہ روانہ ہوئے ہم لوگ بھی ہمرکاب ہو گئے یہاں لوگوں نے چیرز نہیں دیئے۔ بلکہ جھک کر آداب بجالاتے تھے اور پرنس نہایت اخلاق سے سلام کا جواب لوگوں کو دیتے جاتے تھے۔

یورپین سٹاف کو چیرز نہ دینے سے بدگمانی ہوئی کہ شاید رزیڈنسی کی ہوائیاں لگ گئی۔ مگر میں نے سمجھا دیا کہ پرانے خیال کے مطابق چیرز دینا اور تالی بجانا خلاف ادب ہے لہذا یہ لوگ سلام کر رہے ہیں +

اندور کا دربار

ہمارا کیمپ تکو گنج میں مہاراجہ صاحب کے خاص محل خواص کے قریب تھا پرنس کو مانک باغ پہنچا کر اپنے کیمپ کو چلے گئے۔ دوپہر کو دربار خاص تھا

ولی عہد بہادر کی بانڈ دید کو تشریف لے گئے۔

یورپین نامہ نگار تو یہ تماشہ دیکھ دیکھ کر جھک گئے تھے مگر بعد میں محکمہ خان بہادر حبیب الرحمٰن خاں سی آئی۔ای کی اُس دربار میں بھیجی گیا۔ خان بہادر فوجی اخبار کے ایڈیٹر ہیں۔ اور اپنے اخبار کے واسطے بڑی دلچسپی سے مصالحہ جمع کرتے ہیں۔ خاص کر فوجی تقریبوں کی رپورٹ جیسی اُن کی ہوتی ہے۔ ایسی کسی کی نہیں ہوتی۔ نہایت ہی سادہ مزاج شریف طبیعت دیسی جنٹلمین ہیں۔ اتفاق سے ہملوگوں کو مہاراجہ صاحب اور پرنس صاحب کے روبرو جگہ ملی۔ اور خوب اچھی طرح دربار دیکھا۔ دربار مختصر تھا اور بیکانیر اور بڑودہ ایسا عظیم الشان تو نہ تھا۔ مگر پھر بھی اپنی سادگی اور داب شاہی کے لحاظ سے قابل تعریف تھا۔ یہاں اندور میں صرف دو ہی مسلمان ہیں۔ ایک انسپکٹر جنرل اور دوسرے سپہ سالار فوج۔ بعض یورپین نامہ نگاروں نے کہا کہ یہ بات ہے کہ ہندو ریاستوں میں یوں تو مسلمان نہیں۔ مگر فوج اور پولیس اکثر مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔ میں نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے خون میں جنگی عنصر مملو ہے اور جنگی کام کے لیے ان سے بہتر کوئی شخص نہیں ہو سکتا۔ یہاں کے محلات شاہی کچھ بڑے نہیں البتہ شہر کا پرانا محل ذرا بڑا ہے اور آراستہ بھی ہے۔ مگر نہ اتنا جتنا کہ مہاراجہ سرکشن پرشاد کے محل حیدرآباد میں ہیں۔

روشنی اور دعوت

شام کو روشنی میں سٹیٹ بنکوٹ ہوا جو نہایت سادہ اور معمولی سا ڈنر معلوم ہوتا تھا۔ حیدرآباد کا سٹیٹ بنکوٹ تو میں نے دیکھا نہیں مگر ریاستوں میں سب سے بہتر میز بڑودہ کا تھا اس کے بعد بیکانیر کا۔ بیکانیر کی طرح یہاں بھی ڈنر کے بعد ناچ ہوا۔ مگر بیکانیر جیسے تماشہ نہ تھے۔

دوسرے دن علی الصباح پرنس نے ٹینس کھیلی اور دوپہر کو رزیڈنسی میں دربار ہوا۔ اس دربار میں نامہ نگاروں کی سٹاف اس قدر دور بٹھائے گئے تھے کہ وہاں سے کچھ نظر نہ آتا تھا حالانکہ برٹش انڈیا کے درباروں میں ہملوگ پرنس کے پاس رہا کرتے تھے چنانچہ اکثر نامہ نگاران اخبارات تضیع اوقات سمجھ کر اُٹھ آئے۔ اور جو رہے بھی اُنھوں نے کچھ نہ پایا

شام کو گارڈن پارٹی

شام کو رزیڈنسی میں گارڈن پارٹی ہوئی جس کا انتظام سکریٹری رزیڈنٹ اور ناظر سالار بخش نے جو شہزادہ صاحب کے ہمرکاب ہیں کیا۔ یہ البتہ نہایت خوشنما تقریب تھی۔ ناظر سالار بخش اسی رزیڈنسی کے ناظر ہیں اور اُنھوں نے اس عمدگی سے آراستگی اور سجاوٹ کی تھی کہ سب تعریف کرتے تھے۔ خاص کر ایرانی قالینوں کا فرش جس میں بلا مبالغہ ہزاروں روپیہ کے غالیچہ تھے بڑا بھلا معلوم ہوتا تھا۔ گارڈن پارٹی میں شہزادہ کے سامنے ویسی عہدیداران فوج اور رؤسا کے مدرسے کے لڑکے پیش کیے گئے۔ ہز رائل ہائنیس کی سادہ مزاجی اور خندہ پیشانی ہر شخص کو موہ لیتی ہے۔ آپ ہر شخص سے بڑی مہربانی سے ملتے ہیں۔ اور نہایت محبت سے حالات دریافت فرماتے ہیں۔ جو شخص آپ سے ایک بار ملا آپکے اخلاق کا گرویدہ ہو گیا۔ کاش نان کوآپریٹر حضرات ایک بار اپنے شاہزادہ سے ملیں اور دیکھیں آپ کا دل کس طرح اہل ہند کی محبت سے لبریز ہے آپ لوگوں کو دکھا رہے ہیں کہ شاہی خاندان اپنی ہندی رعایا کو بھی اسی محبت اور شفقت کی نظر سے دیکھتا ہے جسطرح کہ برٹش رعایا کو اور اہل ہند نے اپنے شاہزادہ کو بائیکاٹ کر کے اپنی تذلیل کرتے ہیں نہ کہ دوسرے کی۔

پرنس شام کو یہاں سے روانہ ہوئے۔ اور دوسرے روز مہو کی چھاؤنی کو پریڈ دیکھنے کے لیے تشریف لے گئے۔ وہاں سے شام کو بھوپال روانہ ہو گئے +

(عبداللہ آف کسمنڈی)

سلطنت روس کی حکمران خاتون

صنفِ لطیف کے دست نازک نے گہوارہ کو ہلاتے ہلاتے بار ہا دنیا کو ہلا دیا ہے۔ اس نے سلطنتوں کو تباہ کیا اور بنایا ہے۔ اُس نے مغلوب کو غالب اور غالب کو مغلوب کیا ہے۔ وہ عظیم الشان جنگوں کا باعث ہوا ہے اور اُس نے جدال وقتال کی آگ میں کود کر اس کو فرو بھی کیا ہے۔ آج ہم ایسی خاتون کا ذکر کرینگے کہ جس کے ہاتھ میں ایک عظیم الشان سلطنت موم کی ناک سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ اور جس کے ہاتھ میں حکومت کاٹھ کی پتلی کی مانند رقص کرتی ہے۔ اس بہادر عورت کا نام اولگا ہے جس کو روس میں رسپوتن۔ روسی جون آف آرک نپولین اور خوفناک آئیون کہا جاتا ہے فی الواقع ان میں سے ایک بھی اس کا مدمقابل نہیں۔ وہ لینن (جو روس کا حقیقی بادشاہ اور زار سے کہیں زیادہ قابل و با اختیار تھا) کے بعد ایک عجیب وغریب اور حسین عورت اولگا گوروکوف ہے۔

ایک شخص نے جسے اولگا کے حالات اس کے دلی دوستوں سے معلوم ہوئے ہیں۔ بیان کیا ہے کہ اکثر اشخاص اس عورت سے پہلے پہل گفتگو کرتے وقت حیران وانگشت بدنداں رہ گئے ہیں۔

سب سے پہلے اولگا گوروکوف ایک سرگرم و پرجوش کمیونسٹ و آزاد خیال ہے وہ حقیقۃً "کمیونزم" کی دیوانی ہے۔ جب وہ اپنے معاونین سے اس کے متعلق گفت وگو کرتی ہے تو وہ اس کی فریفتہ نظر آتی ہے۔ اور جوش وفور مسرت سے اپنے دونوں بازو پھیلا دیتی ہے۔ اس کا گہرے خدوخال کی بیضوی چہرہ فرطِ جوش وشوق سے ضیا افروز ہو جاتا ہے۔

اولگا نے غریبانہ زندگی بسر کی ہے وہ وسط روس کے کسی علاقے میں پیدا ہوئی تھی۔ اس کے والدین زراعت پیشہ اور زیادہ خوشحال نہیں تھے۔ جب پہلا انقلاب رونما ہوا تو وہ اپنے والدین سمیت گھر سے نکال دی گئی تھی اور اس کے ماں باپ سردی سے تکلیف اُٹھا کر وفات پا گئے تھے۔ اسے یہ بات کبھی نہیں بھولیگی کہ شاہی فوج اس کے والدین کی وفات کی ذمہ دار ہے۔

دوران جنگ میں وہ روسی عورتوں کے دستۂ فوج میں شامل تھی۔ اور کرنل کے منصب جلیلہ پر سرفراز ہو کر کثیر التعداد عورتوں کی حاکم بن گئی۔

وہ اپنی فوج کی اشتراکیت کے اصول کی تلقین کیا کرتی تھی جب لینن برسر اقتدار ہوا تو وہ اپنے دستۂ فوج کو ہمراہ لے کر پیٹرو گریڈ کی جانب روانہ ہوئی۔ وہاں پہنچکر اس نے لینن سے ملاقات کی اور اسے کہا کہ وہ اور اس کا دستۂ فوج ہر طرح کی اس کی خدمت کے لیے حاضر ہیں۔ اُس وقت سے وہ اور لینن مل کر مصروف کار رہے ہیں۔

لینن نے کمال اشتیاق سے متعدد مرتبہ اس کے ساتھ شادی کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ مگر اس نے ہر دفعہ انکار ہی کیا۔ اس نے کہا کہ وہ یقیناً کمیونسٹ جماعت کی حکومت جمہوریہ کے لیے آزادانہ کام کرے گی۔ وہ امور خانگی کی بیڑیاں اپنے پاؤں میں نہیں ڈالے گی۔ لینن اور اولگا کی باہمی محبت عشق کے درجہ تک پہنچ گئی۔ محض اولگا ہی ایک ایسی عورت ہے جس نے لینن کی خواہشات کے خلاف اپنا مقصد حاصل کیا اور اپنے مستقبل کو صحیح طور پر سمجھ لیا۔ اور لینن کو بھی اس کی فرزانگی تسلیم کرنا پڑی۔

کچھ مدت ہوئی جب ٹراٹسکی اور لینن میں افتراق واختلاف ظہور پذیر ہوا۔ اور مقدم الذکر اپنی طاقت کے زور سے لینن کو کرسی صدارت سے محروم کیا ہی چاہتا تھا۔ کہ فی الفور اولگا کو اس سازش کا حال معلوم ہو گیا وہ ٹراٹسکی کے دفتر واقع ماسکو میں جا کر اس کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

ٹراٹسکی نے کہا " اولگا آپ کیا چاہتی ہیں ۔ میرا خیال ہے کہ آپ کوئی روح یا بھوت ہیں ۔ آپ کا یہاں کس طرح آنا ہوا " اولگا نے اپنی سیاہ آنکھوں (وہ آنکھیں جنھوں نے بارہا زبردست سے زبردست بغاوت کی آگ کو ٹھنڈا کر دیا ہے) کے ساتھ اس کی طرف دیکھتی رہی ۔ اس نے آہستہ سے اپنی کوٹ کی جیب سے ایک پستول نکال کر ٹراٹسکی کے سامنے ڈسک پر رکھدیا ۔

اولگا نے کہا " میرے دوست ! میں نے آپکے دفتر میں داخل ہوتے ہی آپ کی سب تجاویز معلوم کر لی تھیں میں آپکے حسن سلوک کے لیے یہ آپکو تحفہ پیش کرتی ہوں ۔

اس نے اور کوئی بات نہ کی ۔ اور دفتر سے باہر چلی گئی ۔ دروازہ پر اس نے ۵ منٹ تک انتظار کیا اور چلدی ۔ اس نے سین کے پاس جا کر اطلاع دی ، کہ اب ٹراٹسکی کبھی تشدد سے کام نہ لے گا ۔ چنانچہ اس کا خیال صحیح نکلا ٹراٹسکی نے جبر و اشتداد سے ہاتھ اٹھا لیا ۔ اور منصوبہ بازیوں کو بالائے طاق رکھدیا ۔ کیونکہ وہ اولگا سے خائف تھا ۔ اگرچہ اولگا غضب کی حسین و جمیل ہے ۔ مگر وہ اپنے دشمنوں کو مغلوب کرنے کے لیے ۔ اپنے حسن و جمال کی کرشمہ سازیوں پر اعتبار نہیں کرتی وہ اپنے یا لینن کے کسی مخالف کے ساتھ گفت و گو یا معاملات کرتے وقت پیکر تحمل و سنجیدگی و متانت معلوم ہوتی ہے اسے وقتاً فوقتاً اُن بارگوں میں بھیجا گیا ہے جہاں سرخ پوش افواج کمزوری و بزدلی کی علامات کا اظہار کرتی تھیں ۔ جب سے سین نے اس نوجوان عورت کو دیکھا ہمیشہ اس کی تعریف میں رطب اللسان رہا ۔ اولگا نے ایک بچے کی طرح قابو پا لیا تھا ۔ جن لوگوں کو اس نیم یہود مطلق العنان حاکم کے ساتھ گہرا تعلق رہا ہے اُنھوں نے کئی بار دیکھا ہے کہ جب اولگا اس کے کمرے میں داخل ہوتی تھی ۔ تو اس کا سب جوش و خروش ٹھنڈا پڑ جاتا اور ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہو جاتا تھا ۔ وہ اس سے ایک لمحہ کے لیے بھی جدا ہونا ناگوار نہیں کرتا تھا اور اسے اولگا کے ساتھ محبت کرتے ہوئے ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے کہ اس نے سرخ پوش فوج کے ۱۴ نوجوان افسروں کو عدم وفاداری کے جرم میں قتل کرا دیا ۔ ان کا اصلی قصور یہ تھا کہ اُنھوں نے اولگا کو محبت بھری نگاہوں سے دیکھا تھا ۔ . . . .

. . . .

. . . .

. . . . وہ اپنی طاقت کو لینن سے بھی زیادہ عزیز رکھتی ہے اور اس کا مقصد روس کی خدمت کرنا ہے بہر کیف آج اولگا دنیا میں ایک ہی عورت ہے جو اپنی طاقت سے ایک قوم پر حکومت کر سکتی ہے ۔ اولگا کی عمر اس وقت تیس سال سے کچھ ہی زیادہ ہے

(وکیل)

الحکم آسمانی وحی کے مطابق زار کی تباہی ہو گئی اور اس ملک پر ایک عورت حاکم بنا دی گئی عبرت پکڑنے والوں کو اس سے عبرت حاصل کرنا چاہئیے

بدنصیب مسلمان رومانیہ

23

ہمعصر وکیل لکھتا ہے کہ دول یورپ کو ہمیشہ یہ شکایت رہی (جو بالکل لغو اور بے بنیاد ثابت ہو چکی ہے) کہ اسلامی حکومتیں اور بالخصوص ترکی سلطنت مسیحی باشندوں پر ظلم و ستم روا رکھتی رہی ہے ۔ اسی بنا پر مسٹر لائڈ جارج ترکوں کو "قاتل" کے لفظ سے یاد کرتے ہیں ۔ ذرا آؤ تصویر کا دوسرا رخ بھی دیکھیں رومانیہ ایک مہذب مسیحی حکومت ہے وہاں کے مسلمانوں کا اخبار " رومانی " لکھتا ہے کہ رومانیہ کے ہزاروں مسلمانوں پر انتہا درجہ کے مظالم کیے جاتے ہیں ۔ اخبار مذکور میں بتایا گیا ہے کہ اگرچہ مسلمان رومانیہ کو وہ حقوق حاصل نہیں ہیں جن کے

وہاں کے مسیحی باشندے شادکام ہو رہے ہیں۔ مثلاً اُن کو سرکاری یا سجری یا دیگر محاکم میں کوئی ذمہ داری کا عہدہ نہیں دیا جاتا۔ اُن کو ایسے ٹیکس ادا کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے جن کی تشخیص بالکل مستبدانہ طریق پر کی جاتی ہے۔ رومانی مسلمانوں کو وسیع پیمانہ پر کاروبار جاری کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی یہ مسلمان زیادہ تر زراعت پیشہ ہیں۔ پارلیمنٹ میں اُن کو کوئی دخل نہیں اور وہ اسی لیے مشکلات میں مبتلا رہتے ہیں۔ اس "مہذب" ریاست میں روزمرہ یہ بات دیکھنے میں آتی ہے کہ رومانی فوجی سپاہی بازاروں میں گذرتے ہوئے مسلمان محلوں پر حملہ کر دیتے ہیں۔ فوجی چابکوں سے مردوں اور بچوں کو مارتے۔ اور اُن کا مال لوٹ لیتے ہیں۔ عورتوں اور لڑکیوں کی بے حرمتی کرتے ہیں اور ہزاروں محنت و مشقت کرنے والے مسلمان کسان اپنے صدیوں کے املاک چھوڑ کر ترکی میں چلے گئے ہیں۔

"مہذب" رومانیہ کے یہ کارنامے دردمند دلوں کو آٹھ آٹھ آنسو رولا رہے ہیں۔ مگر یورپ کا ضمیر یہ سب کچھ دیکھتا ہے۔ اور خاموش ہے۔

الحکم ۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر کیا بنی اسرائیل کی یہی حالت نہ تھی اور اس کے لیے اب کسی موسیٰ صفت انسان کی ضرورت نہیں۔ غور کرو۔ اور سوچو تم کیا سے کیا ہو گئے ہو۔ بہتر ہے کہ اس زمانہ کے نبی کے دامن کو پکڑ لو تا تم اس مصیبت سے نجات حاصل کرو۔

اہل قلم احباب

اخبار الحکم کی مدد فرمائیں اور خصوصاً صحابی مسیح موعود علیہ السلام اپنے چشم دیدہ واقعات اور وہ باتیں جو وقتاً فوقتاً مسیح موعود علیہ السلام سے سنیں لکھ کر اخبار الحکم میں شائع کرا دیں تا کہ محفوظ رہ سکیں *

مفلسی کا جرم

اخبار وکیل نے ایک واقعہ اس عنوان کے ماتحت لکھا ہے۔ اگر یہ واقعہ سچا ہے تو پھر یہ اسلام کے برکات پر ایک روشن دلیل ہے۔ اسلام دنیا میں امن پھیلانے کے لیے آیا ہے۔ کوئی ماں یا باپ اسلام کے نزدیک اس لیے مجرم نہیں ٹھہر سکتے کہ باوجود مفلس ہونے کے ان کی اولاد کیوں پیدا ہوتی ہے۔ مگر مسیحی رحم کی بھری ہوئی تعلیم کا یہ مفہوم سمجھا جاتا ہے۔ کہ اگر ایک مفلس عورت کی اولاد زیادہ پیدا ہو تو اسکے رحم کو اپریشن کر کے خراب کر دیا جائے۔ تاکہ پھر اسکے اولاد نہ ہو۔ (ایڈیٹر)

امریکہ کی ایک عورت مسز کلائڈ کیسیڈنٹ اس پیچیدہ جرم کی مرتکب ہوئی ہے کہ وہ غریب ہے اس کے پانچ بچے ہیں اور ان کی پرورش کا انتظام اعلیٰ نہیں۔

بچوں کی عدالت کے جج رائل گراہم نے حکم دیا ہے کہ مسز کیسیڈنٹ کے رحم کو اپریشن کیا جائے تاکہ وہ بچے جننے کے قابل نہ رہے جج کو قانوناً ایسا حکم صادر کرنے کا حکم حاصل نہیں۔ مگر اس نے عورت اور اس کے شوہر کو ڈرایا۔ دھمکایا۔ اور کہا کہ جبتک اپریشن نہ ہو جائیگا۔ دس جنوری آئندہ تک اس کے تمام بچوں کو ایک مکان میں بند کر دیا جائیگا مسز کیسیڈنٹ کے اس جرم کی تہ میں کہ وہ ماں بننے کے قابل نہیں یہ امر واقع رونما ہے کہ اس کا شوہر صنزویات خانہ داری مہیا کرنے کے لیے کافی روپیہ نہیں کما سکتا۔

عجب خوف و تحیر کا مقام ہے کہ ایسا صاحب اختیار شخص ایسی وحشیانہ و ظالمانہ سزا تجویز کرے!

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اپنے چیلنج سے پھر گئے

مولوی ثناء اللہ صاحب کی دعوت پر ہمارا جو وفد ۵ فروری کو امرتسر پہنچ گیا تھا۔ وہ ۹ فروری کو واپس آگیا اسلیے کہ مولوی ثناء اللہ نے جن الفاظ میں چیلنج دیا اور ہماری طرف سے منظور کیا گیا اور جن کو خط وکتابت میں بار بار دھرایا گیا مولوی ثناء اللہ ادھر نہیں آیا بلکہ بجائے اپنے چیلنج پر قائم رہنے کے اور اور طرف چلا جاتا تھا۔ اور اصل معاملہ کو ٹلاتا تھا۔ جب اس کے حیل وحجت کو دیکھا۔ تو الفضل کے قائم مقام وفد مندرجہ ذیل اشتہار شائع کر کے واپس آگیا (ایڈیٹر)

مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اخبار اہل حدیث نے اپنے اخبار مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۲۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک الزام لگایا کہ آپ نے تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۷ پر ایک روایت درج کی ہے جس میں لفظ "رجال" (راء کے ساتھ ہے) مگر مرزا صاحب نے بگاڑ کر اس کو "دجال" (دال کے ساتھ) لکھا ہے چنانچہ انکے الفاظ یہ ہیں جو خط کشیدہ ہیں:۔ "مرزا صاحب نے اس کو بگاڑ کر پادریوں کے حق میں لگا کر ان کو دجال بنایا" اہلحدیث مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۲۲ء۔ اسی طرح مولوی صاحب نے ۲۰ جنوری ۱۹۲۲ء کے اہلحدیث میں مندرجہ ذیل الفاظ لکھے ہیں:۔ "اس میں رجال (راء کے ساتھ ہے) جس کو مرزا صاحب نے اپنی فاسد غرض کی وجہ سے دجال (دال) سے لکھا ہے۔ محدثین کا زمانہ ہوتا تو ان کو واضعان حدیث راویوں میں لکھتے۔" ان دو حوالوں سے ظاہر ہے کہ مولوی صاحب کے نزدیک (۱) مرزا صاحب نے اپنی غرض فاسد سے لفظ دجال کو دال سے لکھا۔ (۲) مرزا صاحب واضع حدیث تھے۔

اہلحدیث مورخہ ۶ جنوری ۱۹۲۲ء کے پرچہ میں الزام لگانے کے بعد مولوی صاحب نے ایک چیلنج دیا جس کے الفاظ یہ ہیں "قادیان اور لاہور کی پارٹیوں سے تعلق رکھنے والو! بلکہ انکے سوا بھی کسی اور پارٹی کے ممبرو! اگر تم مرزا صاحب کی روایت مندرجہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۷ کسی کتاب سے دکھا دو۔ تو تو ندھیانہ کا تین سو روپیہ تم سے لیا ہوا واپس کرنے کا وعدہ لکھا لو" ناظرین پر اس چیلنج سے منکشف ہو گیا کہ مولوی صاحب کا مطالبہ ہم سے یہ ہے کہ ہم کسی کتاب سے دکھا دیں کہ لفظ "دجال" دال کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ اور بس اس چیلنج کو پڑھ کر ہم نے اخبار الفضل مورخہ ۹ جنوری ۱۹۲۲ء میں چیلنج کی منظوری دیدی جس کے الفاظ یہ ہیں:۔ "ہم بڑی خوشی کے ساتھ مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ چیلنج منظور کرتے ہیں۔ وہ تین سو روپیہ جمع کرا دیں۔ اور ایک معقول مجلس میں جس میں فریقین کے آدمی مساوی ہونگے۔ پہلے آپکے چیلنج کے الفاظ پڑھے جائینگے پھر ہم خدا کے فضل سے نہ صرف کسی کتاب سے بلکہ مشہور کتاب حدیث سے یہ الفاظ دکھا دینگے۔" ان الفاظ میں کسی طرح ہماری طرف سے چیلنج منظور کیا گیا کہ ہم لفظ "دجال" دال کے ساتھ دکھانے کو تیار ہیں۔

اس کے جواب میں مولوی صاحب نے لکھا کہ میں نے تین سو روپیہ حاجی نور احمد صاحب کے پاس جمع کرا دیا ہے اس کے جواب میں لکھا گیا کہ آپ روپیہ کسی ایسے شخص کے پاس جمع کرائیں جو مسلمہ فریقین ہو۔ نیز اس کو یہ بھی اختیار لکھ کر دیں کہ وہ حوالہ دیکھ کر ہم کو روپیہ دیدے۔ مگر بجائے اسکے کہ مولوی صاحب کسی مسلمہ فریقین شخص کے پاس روپیہ جمع کراتے۔ اور اس کو روپیہ دینے کا اختیار دیتے بالکل غیر منصفانہ طریق پر ۳ فروری ۱۹۲۲ء کے اخبار میں صرف دو دن کی مہلت مقرر کر کے لکھا کہ "آئندہ اتوار ۵ فروری ۱۹۲۲ء تک تین سو روپیہ دینے کی تاریخ مقرر کرتا ہوں اسکے بعد میری مرضی پر منحصر ہوگا۔" مگر باوجود اس غیر منصفانہ نوٹس کے ہم قائمقام اخبار الفضل

۵ر فروری سنہ ۱۹۲۲ء کو امرتسر پہنچ گئے۔ اور مولوی صاحب کو لکھا کہ ہم امرتسر پہنچ گئے ہیں۔ کسی مسلمہ فریقین شخص کی تعیین کردیں اور اس کو روپیہ دینے کا اختیار دیدیں تاکہ ہم اس کو حوالہ دکھا دیں مگر باوجود تین روز کی متواتر خط وکتابت کے آج ۸ر فروری سنہ ۲۲ء تک نہ مولوی صاحب نے کسی مسلمہ فریقین شخص کے پاس روپیہ جمع کرا کر اسے حوالہ دیکھنے پر روپیہ دینے کا اختیار دیا اور نہ وہ اس امر پر آمادہ نظر آتے ہیں اور باوجود ہمارے متعدد مطالبوں کے انہوں نے ہر خط میں ٹال مٹول کرکے ابھی تک کسی شخص کی تعیین نہیں کی جو ہم سے تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۳ کی روایت کے الفاظ دیکھے۔

چونکہ مولوی صاحب بہانہ سازی سے چیلنج کی منظوری کا پیالہ ٹالنا چاہتے ہیں اس لیے ہم امرتسر کی منصف پبلک سے التماس کرتے ہیں کہ وہ مولوی صاحب کو سمجھائیں کہ اگر فیصلہ سے گریز کرنا تھا تو چیلنج دے چکے ہیں یا تو مرد میدان بنکر نکلیں اور کسی فیصلہ کرنے والے کی تعیین کریں اور قائم مقامان "الفضل" سے مطابق چیلنج مورخہ ۵ر جنوری سنہ ۱۹۲۲ء حوالہ دیکھ لیں۔

راقمان

نصر اللہ خان وکیل ہائیکورٹ **فضل الدین** پلیڈر

سید محمد اسحٰق مولوی فاضل قائم مقامان الفضل قادیان

۸ر فروری سنہ ۱۹۲۲ء نزیل امرتسر۔

(الفضل)

ایسٹر کی تعطیلات میں احمدیہ کانفرنس

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا منشاء ہے کہ اس سال ایسٹر کی تعطیلات میں جو غالباً مارچ کے آخر میں ہونگی قادیان میں احمدیہ کانفرنس کا انعقاد کیا جائے۔ سو اس اعلان کے ذریعہ تمام جماعت ہائے سلسلہ احمدیہ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ انشاء اللہ ایام ایسٹر میں قادیان میں احمدیہ کانفرنس ہوگی۔ ہر جماعت کی طرف سے دو دو نمائندے ان ایام میں قادیان پہنچ جاویں۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر جماعت کے سکرٹری صاحب اور پریذیڈنٹ صاحب ہی تشریف لاویں بلکہ اگر وہ نہ آسکیں تو جن دو اصحاب کو لوکل جماعت منتخب کرے۔ وہ دو دن کے لیے قادیان آجاویں ان نمائندوں کے علاوہ جن دوسرے احباب کی شمولیت مناسب سمجھی جائے گی ان کو بذریعہ خاص چٹھی بلوایا جائے گا۔

کانفرنس کا اجلاس صرف دو دن ہوگا۔ تاریخ ہائے معینہ اور ایجنڈے یعنی امور مشورہ طلب کے بعد میں اطلاع دی جائے گی۔ تمام جماعتیں اپنے اپنے نمائندوں کا انتخاب کرکے دفتر ہذا میں بھجوادیں فقط والسلام

مرزا بشیر احمدؐ

قائمقام ناظر اعلیٰ جماعت احمدیہ قادیان

"مرزائی" یا "قادیانی" مت کہو

عالی جناب ہز ایکسیلنسی حضور گورنر صاحب بہادر پنجاب کے پرائیوٹ سکرٹری نے بجواب چٹھی ناظر صاحب امور عامہ قادیان جو دربارہ اظہار ناپسندیدگی لفظ مرزائی یا قادیانی بھیجی گئی تھی اپنی چٹھی مورخہ ۳۰ر اگست سنہ ۱۹۲۱ء میں مندرجہ ذیل اطلاع دی ہے کہ

"بحوالہ چٹھی ۳۲۵ مورخہ ۲۶ر اگست سنہ ۱۹۲۱ء مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ میں آپکو اطلاع دوں کہ اس امر کے متعلق ہدایات جاری کردی گئی ہیں کہ جماعت احمدیہ اس بات کو ناپسند کرتی ہے کہ اس کے ممبران کے لیے لفظ "مرزائی" یا "قادیانی" استعمال کیا جاوے"

اسلیے عام اطلاع کیلیے حسب ہدایت ناظر صاحب امور عامہ قادیان چٹھی مذکور شائع کی جاتی ہے کہ جماعت احمدیہ کو مرزائی یا قادیانی کہنے سے پرہیز کیا جائے اور جماعت احمدیہ کے نام سے ہمارے مخالف بھی مخاطب کیا کریں۔